رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶
ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے

فاروق

قادیان

ایڈیٹر میر قاسم علی احمدی

جلد ۱۴ | قادیان مورخہ ۱۴ دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء مطابق ۱۲ رجب المرجب سنہ ۱۳۴۸ھ | نمبر ۳۴

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت بفضلہ تعالیٰ پہلے سے رو بصحت ہے۔ مگر کامل صحت نہیں ہے۔ احباب دعاء صحت کرتے رہیں۔

(۲) قادیان کی جماعت پر جس قدر چندہ جلسہ سالانہ کی رقم حضور خلیفۃ المسیح الثانی نے مقرر فرمائی تھی۔ الحمدللہ کہ اس سے

ہمارا جلسہ سالانہ

خدا کے فضل و رحم کے ساتھ امسال کا سالانہ جلسہ دارالامان قادیان ۲۷-۲۸-۲۹ دسمبر سنہ ۲۹ جمعہ۔ ہفتہ۔ اتوار کا قرار پایا ہے۔ احباب تیاری میں مصروف ہو جائیں

بھی ایک صد روپیہ زائد وصول ہوا ہے۔ جس میں مستورات تین سو سے زائد اور طلباء مدرسہ احمدیہ و جامعہ احمدیہ کا ایک سو بیس روپیہ ہے۔ یہ خدا کا خاص فضل ہے۔ کہ جماعت احمدیہ قادیان اپنی ہمت سے بڑھ کر اپنے آقا اور خلیفہ کے ارشاد پر دل و جان سے حصہ لینے والی اور اور اس کی شرح صدر سے تعمیل کرنے والی ہے۔ امید ہے۔ کہ بیرونی جماعتیں بھی جلد سے جلد اپنے اپنے ذمہ کی مقرر شدہ رقم ارسال کر کے ثواب دارین حاصل کرینگی۔ کیونکہ خرید سامان جلسہ کے لئے بہت ہی جلد روپیہ کی ضرورت ہے۔ تھوڑے دن جلسہ میں رہ گئے ہیں۔ اور کام بہت زیادہ ہے۔ ۶ دسمبر کو بروز جمعہ حضور نے جو خطبہ فرمایا۔ اس میں جماعت قادیان کے اخلاص اور خلیفہ کی آواز پر لبیک کہنے والوں کی تعریف کا اظہار فرمایا۔ اور جلسہ پر آنے والوں مہمانوں کی مہمان نوازی اور کارکنان جلسہ کی ہر طرح امداد فرمانے کی ہدایات دیں۔ اور فرمایا۔ کہ احباب بیرونی جماعتہا اس موقعہ پر بطور والنٹیر اپنی خدمات پیش کر کے منتظمین جلسہ کا ہاتھ بٹائیں۔ کیونکہ مہمانوں کی کثرت کے لحاظ سے صرف قادیان والے ہی ان کی مہمانداری کے لئے کافی نہیں ہو سکتے۔ باہر سے بھی دوست اس میں حصہ لیں۔ اور نتنٹ دیں ٭

(۳) میاں شمس الدین صاحب احمدی بھاگلپوری مہاجر قادیان ایک ہوشیار تجربہ کار دیانتدار محنتی فرمانبردار مخلص احمدی موٹر ڈرائیور ہیں۔ جو کچھ عرصہ سے بیکار ہیں۔ اگر کوئی دوست انکی سے کے خواہاں ہوں۔ تو نہایت ثواب حاصل کرینگے۔ وہ موٹر کے:

دفتر پوسٹماسٹر جنرل لاہور کی غلط فہمی

گذشتہ پرچہ میں ایک نوٹ بدیں مضمون شائع کیا تھا۔ کہ فاروق ۲۸ نومبر جب ڈاک خانہ میں بھیجا جانے کو تھا۔ تو جناب پوسٹماسٹر جنرل لاہور کے دفتر سے مینجر فاروق کے نام حکم آیا۔ کہ فاروق کی وہ رعایت جو ڈاک خانہ سے ایک پیسہ کے ٹکٹ میں بھیجے جانے کی ملی ہوئی تھی منسوخ کردی گئی ہے۔ اور وجہ یہ بتائی۔ کہ فاروق ۲۸ ستمبر سنہ ۲۹ء سے بند ہے۔ اس لئے ۲۸ نومبر کا پرچہ دو پیسہ کا ٹکٹ لگا کر ۲۷ نومبر کو ڈاک خانہ میں ڈالا گیا۔ اور باقی کا پرچہ روک لیا۔ اور پوسٹماسٹر جنرل کی خدمت میں چٹھی بھیجی۔ کہ قواعد ڈاک خانہ میں کوئی ایسا قاعدہ نہیں ہے۔ جس کی بنا پر اس وجہ سے کہ کوئی پرچہ اخبار کا اتفاقاً تاریخ پر نہ نکلا ہو۔ تو رعایت منسوخ کردی جائے۔ یہ پوسٹ ماسٹر جنرل کے دفتر کی غلطی ہے۔ جو ایسا حکم دیا گیا۔ ۲۸ ستمبر کا پرچہ ۱۴ ستمبر کو اکٹھا شائع ہوا تھا۔ اس لئے یہ حکم واپس لیا جائے۔ اور اس غلط حکم کی بنا پر جو میرا نقصان اور ہرج ہوا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ واپس دیا جائے۔ پوسٹ ماسٹر جنرل کے دفتر سے ۵ر دسمبر کو چٹھی آئی۔ جس میں اپنی غلطی کو محسوس کر کے فاروق کی رعایت بحال رکھی گئی۔ اس لئے ۵ر دسمبر کو بقیہ پرچہ فاروق ۲۸ر نومبر کا ڈاک خانہ میں ڈالا گیا۔ اور ۷ر دسمبر کا پرچہ اپنی تاریخ پر پوسٹ کیا گیا فاروق خدا کے فضل سے ٹھیک وقت پر شائع ہوتا ہے۔ یہ ڈاک خانہ والوں کی سخت غلطی ہے۔ کہ انہوں نے غلط رپورٹ کر کے فاروق کا پرچہ رکوا دیا۔ جس کے متعلق میں علیحدہ طور پر افسران بالا سے خط و کتابت کر رہا ہوں۔ ناظرین فاروق کی اطلاع کے لئے یہ نوٹ لکھتا ہوں تاکہ وہ ۲۸ر نومبر کے پرچہ کی توقف کی وجہ سے آگاہ ہو جائیں۔ (ایڈیٹر)

خبروں کا گلدستہ

— جمعیت العلماء دہلی اس امر پر غور و خوض کر رہی ہے۔ کہ ساردا ایکٹ کی جواز کی آزمایشی کارروائی کرنے کے لئے وزیر ہند اور گورنر جنرل باجلاس کونسل کے خلاف مقدمہ دائر کیا جائے۔ کیونکہ اس قانون سے مذہب اسلام میں مداخلت ہوتی ہے۔ اس بارہ میں متعدد سرکردہ وکلاء سے مشورہ کیا جا رہا ہے۔

— شہر دہلی کے جن محلوں میں ہندوؤں کی آبادی ہے۔ وہاں گوشت کی دوکانیں بند کرنے کے لئے بلدیہ دہلی نے بائی لاز بنا لئے۔ مسلمان اراکین نے کہا کہ اگر ایسا قانون بنایا گیا۔ تو ہم اٹھ کر جلسہ سے چلے جائیں گے۔ لالہ ست نرائن نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ گوشت کی دوکانیں بند کرنے کی تجویز خارج کر دی جائے۔ اس پر مسلمان خوش ہو گئے۔

— بھگت سنگھ اور دیگر ملزمان مقدمہ سازش لاہور کے خلاف ایک مقدمہ دائر ہوا ہے۔ جس میں ملزمان پر یہ الزام لگایا گیا ہے۔ کہ انہوں نے عدالت میں جانے سے انکار کر دیا ہے اور سپرنٹنڈنٹ جیل کی نافرمانی کی۔ مسٹر ٹیلس ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے جیل میں جا کر بند کمرہ میں اس مقدمہ کی سماعت کی۔ مسٹر بلجیت وکیل ملزمان کو بھی کمرۂ عدالت میں آنے کی اجازت نہ دی۔ ملزمان نے کہا۔ کہ اگر کارروائی مقدمہ بند کمرہ ہی میں کرنی ہے۔ تو سپرنٹنڈنٹ جیل ہی ہمیں سزا دے سکتا ہے۔ مجسٹریٹ کے مقرر کرنے کی پھر کیا ضرورت تھی۔ ملزموں نے کہا۔ ہم ہائیکورٹ میں انتقال مقدمہ کی درخواست دینگے۔ اس لئے کارروائی مقدمہ بند کر دی جائے۔ چنانچہ عدالت نے مقدمہ ۱۴ر دسمبر تک ملتوی کر دیا۔

— مقدمہ سازش لاہور کے سماعت کرنیوالے اسپیشل مجسٹریٹ نے طلباء کالج کو اپنی عدالت میں آنے اور اس مقدمہ کی کارروائی سننے کی اجازت اس بنا پر نہ دی۔ کہ طلباء کا قیمتی وقت فضول عدالت کے جھگڑوں میں ضائع ہو۔ چنانچہ نوجوان طلباء نے عدالت کے اندر جانے کی اجازت نہ ملنے پر عدالت کے باہر انقلاب زندہ باد کے نعرے اتنے زور سے لگانا شروع کر دیئے۔ کہ عدالت کے کام میں ہرجہ پڑنے لگا۔ پولیس نے ان سب نعرہ لگانے والوں کو گرفتار کر کے ان کا چالان مجسٹریٹ کی عدالت میں کر دیا۔ مجسٹریٹ نے ایسے ۱۳ر ملزموں کو سرسری تحقیقات سے پچاس پچاس روپے جرمانہ کی سزا بعدم ادائے جرمانہ ایک ایک ہفتہ قید کا حکم دیا۔ ملزموں نے زر جرمانہ ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ مگر بعض کے ورثاء نے زر جرمانہ ادا کر کے انہیں رہا کرا لیا۔ افسوس ہے۔ کہ کم عمر نوجوانوں کو ترغیب دلائی جاتی ہے۔ کہ انقلاب زندہ باد اور ملوکیت برباد کے نعرے لگائیں۔ جیسا کہ موجودہ صورت میں کیا جا رہا ہے۔

— کانپور میں ۲۹ر نومبر کو ساردا بل کے خلاف اہل اسلام نے بہت بڑا مظاہرہ کیا۔ اور تمام مسلمانوں نے مکمل ہڑتال کر کے سبز جھنڈا نکالا۔ اور ہزاروں مسلمان اس مظاہرہ میں شامل ہوئے۔ اور یہ مصرعہ برزبان تھا۔ اور بآواز بلند سب لوگ اس کو کہتے جاتے تھے

سے ساردا ایکٹ کو ہرگز نہ کرینگے منظور

— چودھری بہاول بخش صاحب نے اعلان کیا ہے۔ کہ اگر کانگریس آج نیابت اور ملازمت وغیرہ میں ۵۶ فیصدی حقوق اور دوسرے اسلامی مطالبات کا قطعی و حتمی اقرار کر کے اعلان کر دے۔ تو میں پنجاب کے ہندوؤں اور سکھوں کے مقابلہ میں از روئے حساب مسلمانوں کی طرف سے ۵۶ فی صدی روپیہ اور اسی حساب سے رضاکار مہیا کرنے کو طیار رہوں۔

— ہندوؤں کا ایک زبردست وفد گورنر پنجاب کی خدمت میں باریاب ہوا۔ اور عرض کی۔ کہ میاں سر فضل حسین کی جگہ جب وہ گورنر جنرل کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر ہو کر جائیں کسی ہندو کو ملنی چاہیئے۔ گورنر نے جواب دیا۔ کہ اگر اس اصول کو مان بھی لیا جائے۔ کہ ہر قوم کو باری باری یہ عہدہ ملے۔ تب بھی مسلمانوں کی میعاد ابھی باقی ہے۔

— چودھری ظفر اللہ خاں نے یہ تحریک پنجاب کونسل میں پیش کی کہ وائسرائے کو ان کے مشہور اعلان پر مبارکباد دی جائے۔ اور گول میز کانفرنس کے لئے نمائندے صوبجاتی بنا پر منتخب ہونے چاہئیں۔

— سردار اجل سنگھ نے کہا۔ کہ حکومت کو اقلیتوں کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ رائے بہادر موہن لال نے چودھری ظفر اللہ خاں کی تحریک کی نسبت کہا۔ کہ گول میز کانفرنس کی نمایندگی فرقہ دارانہ بنا پر نہ ہو۔ بلکہ قومیت پر مبنی ہونی چاہیئے۔ سردار جوگندر سنگھ نے وزرا کی طرف سے اعلان کیا۔ کہ گول میز کانفرنس میں جانے کے لئے ہمیں اپنے اختلافات کو مٹا ڈالنا چاہیئے۔ اور اقلیتوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ رائے بہادر لالہ سیوک رام نے کہا کہ گول میز کانفرنس میں صرف آل انڈیا لیڈر جائیں۔ ووٹ لینے پر چودھری ظفر اللہ خاں کی تحریک کا اوّل حصہ اتفاق سے اور دوسرا حصہ کثرت آراء سے منظور ہو گیا۔

— اسمبلی کا اجلاس دہلی میں ۲۰ر جنوری ۱۹۳۰ء سے شروع ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۴ اردسمبر ۱۹۲۹ء

احمدیہ پریس

اس بیسویں صدی روشنی کے زمانہ میں جن اقوام نے دینی اور دنیاوی اور مذہبی ترقی کی ہے اس کا بڑا ذریعہ پریس ہے۔ جس سے وہ اپنی ہر مذہبی تحریک اور مذہبی اشاعت اور قومی ترقی کے ذرائع کو تمام ملک اور گورنمنٹ تک پہنچانے میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ جس قوم نے پریس کی طاقت کا اندازہ نہیں کیا۔ اور اس کی طرف اپنی پوری توجہ نہیں دی وہی سب سے پیچھے رہ گئی ہے۔ پنجاب میں آریہ سماج اور اکالی اصحاب کی سیاسی اور مذہبی ترقی کا راز بھی اسی ایک امر میں پوشیدہ ہے۔ کہ اُن کا پریس مضبوط ہے۔ ان کی ہر بات سچی۔ جھوٹی۔ مذہبی سیاسی۔ دینی دنیاوی وسیع طور پر اشاعت پذیر ہو کر سارے ملک میں پھیل جاتی ہے۔ اور حکام وقت کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ اور سارے صوبہ کی ہمدردی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے۔ ایک معمولی سا آریوں کا پرچہ اگر ایک چھوٹی سی بات لکھ دیتا ہے۔ تو ان کے سارے اخبارات اس کو لے اُڑتے ہیں۔ اور ایک شور ڈال دیتے ہیں۔ جس سے تمام ان کی قوم اور گورنمنٹ چوکنّی ہو جاتی ہے۔ اور ہر جائز و ناجائز طریقے سے وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ اور اس طرح وہ اپنی زندگی کا ثبوت بھی دیتے رہتے ہیں۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ احمدیہ پریس کی حالت جس قدر کمزور ہے۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ تمام جہان کی رہنمائی کی ذمہ داری لینے والی قوم خدا تعالےٰ کی اپنے ہاتھ سے چنی ہوئی قوم خدا کے برگزیدہ نبی جری اللہ فی حلل الانبیاء کے ہاتھ پر جمع شدہ قوم کے پریس کا ایسی کس مپرسی کی حالت میں ہونا جس قدر اندوہناک اور قابل افسوس ہے۔ وہ حد بیان سے باہر ہے۔ قادیان سے جو چار پانچ اخبار و رسالے نکل رہے ہیں۔ ان کی ایسی مردہ حالت ہے۔ کہ نہ تو ان کی کافی اشاعت ہے۔ نہ ہی مالی حالت تسلی بخش ہے۔ سب سے زیادہ اشاعت والا اخبار الفضل ہے۔ لیکن کون یہ دعویٰ کر سکتا ہے۔ کہ اس کی اشاعت کی تعداد کسی ذلیل سے ذلیل آریہ اخبار کی تعداد اشاعت کے بھی برابر ہے۔ صرف قریب دو ہزار کے اس کی اشاعت ہے۔ اس کے تین ایڈیٹر ہیں۔ ایک مینیجر ہے۔ دو تین کاتب ہیں۔ اپنا پریس ہے۔ اتنے اخراجات کے مقابلہ میں اگر دو ہزار بھی اسکی اشاعت ہو۔ تو وہ نہ قابل فخر ہے نہ لائق ذکر۔ دوسرا اخبار نور ہے۔ جو ہر سال اپنی کمی اشاعت کا تذکرہ کرتے کرتے تھک کر مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ اس کو بند کر دے۔ مگر پھر کسی ایک دو کی امداد سے ڈھارس بندھ جاتی ہے۔ تو جاری ہو جاتا ہے۔ الحکم بند ہو چکا ہے۔ بدر کا نام بھی فراموش ہو گیا ہے۔ الفضل ہفتہ میں دو بار ہے۔ نور پندرہ روزہ ہے۔ ایک زنانہ پرچہ مصباح ہے۔ جس کا آمد و خرچ بمشکل برابر ہوتا ہے۔ ایک احمدیہ گزٹ ہے۔ جس کی تعداد اشاعت اسکے خرچ کے مقابلہ میں نصف کے قریب تھی۔ اس لئے بند کرنا پڑا۔ ایک یہ فاروق اخبار ہے۔ جو ہفتہ وار ہے۔ اس کا تو ذکر ہی کیا۔ یہ بیچارہ تو جس طرح ہو سکتا ہے۔ ہمت ہارتا ہُوا ابھی نکلتا ہی رہتا ہے۔ فاروق کے لئے نہ تو کوئی تنخواہ دار ایڈیٹر ہے نہ مینیجر ہے۔ نہ اپنا پریس سارے عہدوں کا حامل قاسم ہی ہے۔ جس کو سوائے کاپی نویسی کے سب کام اپنے ہاتھ سے کرنے پڑتے ہیں۔ تب جا کر یہ پرچہ ہفتہ وار باقاعدہ نکلتا ہے۔ اس کی تعداد اشاعت کا ذکر کرتے ہُوئے مجھے شرم آجاتی ہے۔ اس وقت دو سو روپیہ کے نقصان میں ہے۔ میں نے جب کبھی فاروق کے واسطے اپیل کی۔ تو اس میں کوئی ناقابل برداشت بوجھ احباب پر نہیں ڈالا۔ صرف اتنی درخواست کی۔ کہ اس کی اشاعت کم از کم ایک ہزار تک کر دیں۔ تو میں پھر کبھی دوستوں کو اس کی ترقی اشاعت کے واسطے تکلیف نہ دوں گا۔ مگر معلوم نہیں کہ احباب کو مطلق اس طرف توجہ نہیں ہوتی۔ فاروق کے خریدار ایسے مستقل ہیں۔ کہ وہ نہ تو اس کی اشاعت کی توسیع کے لئے کوئی صورت کرتے ہیں۔ اور نہ ہی فاروق کا خاتمہ پسند کرتے ہیں۔ لیکن یہ جمود کی حالت نہایت ہی خوفناک ہے۔ ہمارے احباب اس بات کو خوب سمجھ لیں۔ کہ کوئی غیر احمدی ہمارے اخبارات کو خصوصاً فاروق کو تو خریدنے کا نام تک نہیں لے سکتا۔ فاروق خدا کے فضل سے بدترین دشمن اسلام اور مخالفین سلسلہ کا چھاتی ٹھوک کر مقابلہ کرتا ہے فاروق نے کبھی یہ خیال ہی نہیں کیا۔ کہ اس طرز مقابلہ سے عوام الناس میں اس کی ہر دلعزیزی نہیں ہو گی۔ ہاں یہ خاص خدا کا فضل ہے۔ کہ احباب خادم سلسلہ فاروق کے مضامین اور طریق مقابلہ کو دل سے پسند کرتے ہیں۔ اور دشمن اس کی ضربات کو سخت محسوس کرتے ہیں۔ مگر احباب اتنی ہمت نہیں کرتے۔ کہ اسکی اشاعت کو ایک ہزار تک پہنچا کر بار بار کی آہ و پکار سے چھٹکارا حاصل کریں۔ فاروق خالص احمدی پرچہ ہے۔ احمدیت کی اشاعت اور دشمنان سلسلہ خواہ اندرونی ہوں یا بیرونی سب کی سرکوبی اس کا نصب العین ہے۔ احمدی جماعت خدا کے فضل سے اتنی تعداد میں ہے۔ کہ وہ اگر ذرا سی بھی توجہ کریں۔ تو فاروق کی اشاعت ایک ہزار ایک ماہ میں پوری کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں اپنے ناظرین فاروق سے نہایت دلسوزی کے ساتھ

اپیل کرتا ہوں

کہ وہ جس طرح بھی ہو سکے فاروق کی اشاعت ایکدفعہ تو ہزار کر کے دیکھ لیں کہ پھر فاروق کس طرح حق و باطل میں فرق کر کے دکھاتا ہے۔ اس وقت فاروق کے خریدار پانسو ہیں۔ صرف پانسو جدید خریدار مطلوب ہیں۔ جو جلسہ سالانہ پر پورے کر دینے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چاہیئں۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ طاقت سے بڑھ کر بوجھ نہیں۔ ناجائز درخواست نہیں۔ جلسہ قریب آرہا ہے۔ اس پر ہمت کرو۔ تو پانسو خریدار جدید پیدا ہو جانے دشوار نہیں ہیں۔ امید کہ فاروق کے خیرخواہ اس اپیل کو فراموش نہیں کرینگے۔ فاروق کا یہ اپیل معہ خرچہ منظور فرماکر عند اللہ اجر عظیم کے مستحق ہونگے خدا تعالیٰ ہی آپ کے دلوں میں یہ احساس پیدا کرے کہ آپ اس طرف توجہ دیں۔ آمین۔

فاروق ہر مہینے کی ۷۔ ۱۴۔ ۲۱۔ ۲۸ تاریخ کو چار بار شائع ہوتا ہے۔ جس کا سالانہ چندہ صرف چار روپیہ معہ محصولڈاک ہے۔ جو کم آمدنی والوں سے چھ چھ ماہ کا چندہ دو دو روپیہ کرکے دو بار بھی وصول کیا جاتا ہے۔ چندہ ہر حالت میں پیشگی عطا ہونا ضروری ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ فاروق کا اپیل آپکے دل پر اثر کریگا۔ اور آپ پانسو خریدار جدید حلیہ پر پیدا کرکے جائیں گے۔ ذرا سی جرأت کا کام ہے۔ اگر آپ کرسکیں۔ تو آسان ہے۔ خدا آپ کا حامی و ناصر ہو

احمدی مشن

خیر الامت کی خصوصیات

(از مکرمی حکیم محمد الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ گجرانوالہ)

سردار دو جہان حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ خصوصیات جو خداوند تبارک وتعالے نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی ذات سے مختص فرمائی ہیں۔ اور باقی دیگر انبیاء علیہم السلام کو وہ نہیں دی گئیں۔ ان خصوصیات کا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ امت محمدیہ کو بھی بعض ایسی خصوصیات سے ممتاز فرمایا جائے۔ جو دیگر امتوں کو حاصل نہ ہوئی ہوں ازاں جملہ ایک مقام نبوت ہے۔ جس کے حاصل کرنے سے پہلی امتیں محروم ہیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت سے انکار کرنا درحقیقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات سے انکار کرنا ہے۔ کیونکہ یہی ایک ممتاز خصوصیت ہے جس سے دیگر امتیں محروم ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہمنے

اس لئے میں حضور پر نور محمد مصطفےٰ کی بالاختصار خصوصیات ناظرین فاروق کے لئے پیش کرتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ اس سے آپ آنحضرت صلعم کی شان اعلیٰ کا اندازہ کر سکیں گے۔

خصوصیت اول

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ (۱۰ و ۲۶ و ۲۸ سیپارہ) وہی ذات پاک ہے۔ جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دیکر بھیجا۔ تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ یعنے اللہ تبارک وتعالےٰ نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک یہ خصوصیت عطا فرمائی ہے۔ کہ آپ کو ایسا کامل دین عطا فرمایا ہے۔ جو سب ادیان پر اپنی براہین نیرہ سے غالب ہے۔ بالاتفاق سب تفسیروں والے اس آیت کا مصداق حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول بنی اسرائیل کی دوبارہ آمد کا زمانہ قرار دیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا دین کامل مکمل عطا فرمایا ہے جو اپنی براہین نیرہ سے تمام دینوں پر غالب ہے۔ مگر عملاً نہ تو خود حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا وقت میسر آیا۔ کہ آپ دین اسلام کو سب ادیان پر غالب کرتے۔ اور نہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کو۔ اور نہ امت کے دیگر آئمہ کبار کو یہ موقعہ ملا۔ کہ دین اسلام کو سب ادیان پر غالب ثابت کرتے۔ ہاں اللہ تعالےٰ نے اسی غرض کے واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول بنی اسرائیل کو زندہ آسمان پر اٹھا کر لاتعداد زمانہ تک الآن کما کان بٹھایا ہوا ہے۔ تاجب کل ادیان دنیا میں ظاہر ہو جائیں۔ اور ان سب کی تبلیغ زمین کے باشندوں پر بآسانی ہو جاوے۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل کرکے یہ غلبہ کا سہرا ان کو عطا فرمائے۔ اور ثابت کردے۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو برائے نام افضل الرسل قرار دیئے گئے تھے۔ اس کے حقیقی اہل تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ معاذ اللہ (آخر خدا کے بیٹے جو تھے) قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں جو پیشگوئیاں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تھیں۔ جو ان میں سے حضور عالی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں پوری نہ ہوئیں (اور وہ صحابہ کرام یا ائمہ امت کے زمانہ میں بھی پوری نہ) ہوئیں۔ کل روئے زمین کے مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ امت کی کامیابیاں حقیقتاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامیابیاں ہیں۔ مگر یہ عظیم الشان کامیابی جو سب کامیابیوں کی سردار ہے۔ امت محمدیہ اس کامیابی سے محروم ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دراں حالیکہ امت محمدیہ کے ایک فرد نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے مستفیض ہوکر شان نبوت حاصل کرکے اس ڈیوٹی کو پورے طور سے ادا بھی کر دیا ہے۔ اس جگہ اس حدیث نبوی کا ذکر نا بے محل نہ ہوگا۔ جس میں آپ نے اپنی پانچ خصوصیتیں بیان فرماتے ہوئے آخری خصوصیت یہ بیان فرمائی تھی۔ کہ میں سب لوگوں کی طرف رسول کرکے بھیجا گیا ہوں۔ مجھ سے پہلے سب انبیاء مختص القوم تھے۔ اور مجھ سے پہلے کسی نبی کو یہ خصوصیت نہیں دی گئی۔ معلوم نہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اس خصوصیت بلکہ باقی سب خصوصیات میں شامل کرکے اس حدیث نبوی کی جو کہ قریباً کل صحاح میں درج ہے۔ ان کے نزدیک کیا حقیقت رہ جاتی ہے۔

خصوصیت دوم

اور وہ حدیث یہ ہے۔ اعطیت خمساً لم یعطھن احد قبلی۔ ... الحدیث۔ کہ مجھے پانچ ایسی خصوصیتیں عطا فرمائی گئی ہیں۔ کہ مجھ سے پہلے کسی کو عطا نہیں فرمائی گئیں۔

(اوّل) مجھے ایسا رعب عطا فرمایا گیا ہے کہ ایک ماہ کے سفر تک کے فاصلہ والے لوگ میرا رعب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مانتے ہیں (۲) تمام زمین میرے لئے مسجد اور پاک ہے۔ میرے امتی کو جہاں کہیں نماز کا وقت آجائے وہاں نماز ادا کرے (۳) میرے لئے غنائم حلال کر دیئے گئے ہیں۔ جو مجھ سے پہلے کسی کیلئے حلال نہ تھے۔ (۴) مجھے مقام شفاعت عظمیٰ کا عطا فرمایا گیا ہے (۵) ہر ایک نبی خصوصاً اپنی ہی قوم طرف مبعوث ہوا۔ اور میں تمام لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہوں۔

غیر احمدی صاحبان ہذا سے ڈر کر غور فرمادیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے اعتقاد کے مطابق تشریف لاکر ساری دنیا کو دعوت دینگے۔ تو پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمودہ کی جو صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور دیگر احادیث کے کتب میں بھی موجود ہے۔ کیا حقیقت رہ جائے گی۔ دراں حالیکہ قرآن کریم میں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے خصوصیت سے اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ رسولاً الی بنی اسرائیل۔ کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی طرف رسول کر کے بھیجے گئے ہیں۔ مگر آپ لوگ ہیں۔ کہ نہ قرآن کریم کی پرواہ ہے۔ اور نہ حدیث شریف کی۔

خصوصیت سوم

پھر ایک حدیث ہے۔ جس کے سمجھنے میں لوگوں نے غلطی کھا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر استدلال کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ مثلی ومثل الانبیاء کرجل بنی داراً فاکملہا واحسنہا الا موضع لبنۃ وجعل الناس یدخلونہا ویتعجبون ویقولون لولا موضع اللبنۃ زاد مسلم۔ فانا موضع اللبنۃ وجئت ختمت الانبیاء۔ بخاری مسلم میں جابر سے روایت ہے۔ کہ حضرتؐ نے فرمایا۔ کہ میری مثل اور پیغمبروں کی مثل اس مرد کی سی ہے۔ جس نے ایک گھر بنایا۔ تو اس کو پورا بنایا۔ اور ستھرا طیار کیا۔ مگر ایک اینٹ کا مکان رہنے دیا۔ لوگ اس گھر میں آنے لگے۔ اور تعجب کرنے لگے۔ اور کہنے لگے۔ اس اینٹ کا مکان کیوں نہ طیار ہوا۔ مسلم نے اتنی روایت اور زیادہ کی ہے۔ سو میں اس اینٹ کا مکان ہوں۔ میں اس طرح آیا۔ کہ میں نے پیغمبروں کو ختم کیا۔ حدیث کے الفاظ صاف ہیں۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ ایک مکان باوجود پورا بنانے اور ستھرا طیار کرنے کے اس لئے غیر مکمل ہے۔ اور دیکھنے والوں کو تعجب میں ڈالتا ہے۔ کہ اس میں ایک ایسی اینٹ کی جگہ خالی پڑی ہے۔ کہ جسکے نہ ہونے سے وہ بنا بنایا مکان غیر مکمل مکان کہلاتا ہے۔ یہ حدیث کسی قدر تغیر الفاظ کے ساتھ بھی کتب احادیث میں درج ہے۔ لیکن کسی حدیث میں یہ لفظ نہیں۔ کہ وہ آخری اینٹ تھی۔ اور میں آخری اینٹ ہوں۔ سب روایات میں مکان طیار شدہ کی ایک ایسی اینٹ کا ذکر ہے۔ جس کے نہ ہونے سے وہ مکان یا محل غیر مکمل کہلاتا ہے۔ اب ادنیٰ غور سے مطلب صاف ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا اس حدیث کے فرمانے سے یہ ہے۔ کہ میری بعثت کے بغیر محل نبوت غیر مکمل ہے۔ قرآن کریم میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انبیاء علیہ السلام کی بعثت کی اصلی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ تا ان کے ذریعہ سے لوگ خدا کو پہچانیں۔ اور اس کا قرب حاصل کریں۔ خدا کا قرب حاصل کرنا ایک جملہ ہے۔ جس کو ہر ایک شخص خواہ وہ کسی نبی کی طرف اپنے تئیں منسوب کرتا ہو۔ استعمال کر سکتا ہے۔ مگر ثبوت کوئی نہیں دیتا۔ سرور کائنات حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ قوت قدسی عطا فرمائی گئی ہے۔ کہ حضور انور کا امتی مقام نبوت حاصل کر کے اسی طرح اپنے مقام قرب کا ثبوت دے سکتا ہے۔ جس طرح خود انبیاء کے مقام قرب ثابت ہوتے آئے ہیں۔ یعنی اظہار امور غیبیہ اور تائید آسمانی۔ چونکہ یہ غرض حضرت نبی کریمؐ کی بعثت سے پوری ہوئی۔ اس لئے بالفاظ دیگر حضرتؐ نے فرمایا۔ کہ محل نبوت میرے آنے سے مکمل ہوا۔ میرے سوا غیر مکمل تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسی تکمیل کو اپنی بعثت سے ایک اور رنگ میں ظاہر فرمایا ہے ؎

روضۂ آدم کہ تھا وہ نامکمل اب تلک
میرے آنے سے ہوا کامل بجملہ برگ و بار

محل نبوت کو کامل کرنے والے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور روضۂ آدم یعنی انسانیت امتیت کے روضہ کو کامل کرنے والا آپ کا غلام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔ یعنی نبی کا کمال یہ ہے۔ کہ اپنی امت کو اس مقام قرب تک پہنچائے۔ جس سے اوپر کوئی مقام قرب نہیں۔ یعنی نبوت۔ امتی کا کمال یہ ہے۔ کہ اطاعت نبی میں ایسا کامل ہو کہ خود وہی بن جاوے۔ اور اسی لحاظ سے آپ نے اپنی شان خاتم الولایت بیان فرمائی ہے۔ اور اسی کمال نبوت کو خاتم النبیین کی تفسیر فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استفتاء مشمولہ حقیقۃ الوحی کے صـ۱۶ میں تحریر فرمایا ہے۔ جو درج ذیل ہے:۔

خصوصیت چہارم

خاتم النبیینؐ کی چوتھی خصوصیت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر بلفظہ درج کر دیتا ہوں۔ اور اس پر اکتفا کرتا ہوں۔ عربی عبارت کا ترجمہ حاشیہ استفتاء صـ۱۶

" اگر کوئی معترض اعتراض کرے۔ کہ اس امت میں نبی کس طرح ہو سکتا ہے۔ دراں حالیکہ نبوت پر مہر لگ چکی ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اللہ عزوجل نے اس شخص (مسیح موعود) کو نبی کے نام سے صرف اس لئے ممتاز فرمایا ہے۔ کہ ہمارے سردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے کمال کو ظاہر فرما دے۔ لیکن نبی کا کمال متحقق نہیں ہو سکتا۔ جب تک امت میں کوئی کمال نہ پایا جاوے۔ بجز اس کے متکلمین کے نزدیک صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ جس پر کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور کسی فرد پر نبوت کے ختم ہونے کے اس کے سوا کوئی معنے ہی نہیں۔ کہ اس فرد پر نبوت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے کمالات ختم ہو گئے۔ اور سب سے اعلیٰ کمال کسی نبی کا یہ ہے۔ کہ اُس نبی نے اپنے فیض سے امت میں کمال پیدا کر دیا ہو۔ اور اس کے لئے نمونہ ہونا بھی لازمی ہے۔ ورنہ کمال ثابت نہیں (یس میری نبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین یعنے آنحضورؐ پر کمالات نبوت کے ختم ہو جانے کی) وہ بیّن اور روشن دلیل ہے۔ جس کے بغیر خاتم النبیین کا دعویٰ غیر ثابت ہے۔"

پس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتم النبیین کی خصوصیات کے ماتحت لازمی ہے۔ کہ مسیح موعود نبی ہوں۔ جیسا کہ خود حضرت اقدسؑ کی تحریر سے اوپر ثابت ہو چکا ہے +

خصوصیّت پنجم
ولقد اتینٰک سبعًا من المثانی والقرآن العظیم

ہے۔ قبل اس کے کہ میں اس آیت کے متعلق عرض کروں آیت شریفہ مندرجہ ذیل پر غور کر لینا ضروری ہے جو یہ ہے۔ ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین ؕ۔ یعنی جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتا ہے یا کرے گا۔ وہ شخص منعم علیہ گروہ انبیاء۔ اصدقا۔ شہدا اور صلحاء میں شامل کیا جائے گا۔ اس خصوصیت کے ماتحت بھی امت محمّدیہ میں نبی کا ہونا لازم ہے۔ کیونکہ اس آیت شریفہ میں صرف حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا خصوصیّت سے ذکر فرمایا گیا ہے۔ اور آپؐ کے شان عظیم کا اظہار مقصود ہے۔ کہ اس رسولؐ کی کامل اطاعت مقام نبوت تک پہنچا دیتی ہے۔ اس سارے رکوع میں بنظر تعمق غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شان کو کس شدومد سے بیان فرمایا گیا ہے۔ فلا وربک لا یومنون... الاٰیۃ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کو مومنوں کے دلوں میں بٹھایا ہے۔ پھر اس پر ترقی کر کے فرمایا۔ کہ اگر اس کی کامل اطاعت کرو گے۔ تو منعم علیہ گروہ میں شامل ہو جاؤ گے۔ حتیٰ کہ نبوت بھی مل سکتی ہے۔ اس لئے آخر رکوع میں فرما دیا۔ ذالک الفضل من اللہ یعنی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین پر یہ خاص فضل ہے۔

اب میں اس کے بعد سورہ فاتحہ کی خصوصیت کا ذکر کرتا ہوں۔ ولقد اتینٰک سبعًا من المثانی .... الاٰیۃ۔ یعنی ہم نے تم کو سورہ فاتحہ اور قرآن عظیم عطا فرمایا۔ کتاب تو بعض پہلے انبیاء پر بھی نازل فرمائی گئی ہے۔ اگرچہ وہ بھی بمقابلہ قرآن کریم ناقص ہی تھیں۔ لیکن سورہ فاتحہ ایک وہ خصوصیت کی نعمت ہے۔ جس کا ذکر بطور پیشگوئی پہلے نوشتوں میں خصوصیت سے بیان کیا گیا ہے۔ جو اس سے پہلے نبی کو عطا نہیں فرمائی گئی۔ اب ہم غور کرتے ہیں۔ کہ اس چھوٹی سی صورت میں کونسا خزانہ ہے جس سے پہلی امتیں محروم تھیں۔ پس وہ وہی اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی دعا ہے۔ جس سے خداوند تعالےٰ کے اُس خاص فضل اور عطائے نعمت کی خوشبو آ رہی ہے۔ جو اُس نے اُمت محمّدیہ سے مختص فرمائی ہے۔ یعنی تم کو وہ سب نعمتیں عطا فرمائی جائینگی۔ جو منعم علیہ کو دی جاتی ہیں۔ جن میں نبوت بھی شامل ہے۔ اور حقیقت یہ ہے۔ کہ اس دعا سورہ فاتحہ کا خصوصیت سے امت محمدیہ کو عطا فرمانا۔ اور اس کے بار بار دہرانے کا حکم دینا اسی غرض سے ہے۔ کہ تم کو مقام نبوّت عطا فرمایا جائے گا۔ اور اگر اُمّت محمدیہ کو بھی صرف محدثیت کے درجہ تک رکھنا تھا۔ جو کہ پہلی اُمتوں کو بھی عطا فرمایا جا چکا ہے۔ تو اس سورۂ فاتحہ کا خصوصیت سے اُمت محمدیہ کو عطا فرمانا عبث ٹھہرتا ہے۔ فافہم ؛

پھر اس سورہ شریف میں غیر المغضوب علیھم والضالین کو درج فرما کر تنبیہ فرمائی گئی تھی۔ کہ مسلمانو دیکھنا یہود اور نصاریٰ کے رنگ میں رنگین نہ ہونا۔ اور مجھ ہی سے استفادہ کرتے رہنا۔ مگر حال یہ ہے۔ کہ یہود اور نصاریٰ کا نہ صرف رنگ اختیار کر رہے ہیں۔ بلکہ ان کی چوٹی کے منادوں کو اگر دیکھا جائے۔ تو ہمارے مولوی صاحبان ہی نظر آئیں گے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ طرفہ یہ کہ جو مولوی صاحبان بظاہر ابھی تک بپتسمہ لینے سے محفوظ ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکفیر کر کے حقیقی طور سے یہودیت کا جامہ پہن رہے ہیں۔ غور کا مقام ہے۔ کہ اس سورہ شریفہ میں زیادہ تر زور اس بات پر دیا گیا ہے۔ کہ اے مسلمانو! مجھ سے منعم علیہ گروہ میں شمولیت کی دعا کرو۔ تا کہ میں تم پر اے بہترین امتیو (خیر الامت) اپنی نعمت پوری کروں مغضوب علیھم اور ضالین سے تو صرف استعاذہ کا حکم تھا۔ جس سے ایک قسم کا احتمال ترشح ہوتا تھا۔ کہ تم میں سے بعض بدبخت اور بدقسمت یہودیت اور عیسائیت میں مبتلا ہو جائیں گے۔ پھر آپ لوگ ہیں۔ کہ انعام الٰہی سے تو نفرت۔ مگر یہودیت اور عیسائیت حاصل کرتے ہیں۔ دیگر اقوام سے نمبر اوّل پر ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؛

غیر احمدی مشن

قاضی فضل احمد لودھیانوی کا میدان مناظرہ میں آنیسے انکار

(از قلم ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم گجراتی)

سلسلۂ عالیہ احمدیہ کے اشد ترین معاندین اور پرلے درجے کے مخالفین میں سے قاضی فضل احمد لودھیانوی بھی ہے۔ اس شخص نے حق کی مخالفت کرنا اپنا شعار بنا رکھا ہے۔ اس نے لودھیانہ میں اخی المکرم راجہ محمد افضل خانصاحب کو بہکا کر احمدیت سے منحرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنے کی پوری کوشش کی۔ مگر خدا تعالے نے فضل کیا۔ اور انہیں اس گڑھے میں گرنے سے بچا لیا۔

انہوں نے مجھے اخی المکرم جناب راجہ محمد نواز خان صاحب چکوال کے ذریعہ سے قاضی مذکور کا ایک ٹریکٹ بنامی "مخزن رحمت بردّ قادیانی دعوت" بھجوایا کہ میں اس کا جواب لکھوں۔ وہ ٹریکٹ کیا تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کی شان میں گالیوں اور بد زبانیوں کا پلندہ تھا۔ چنانچہ اس کے صفحہ ۸ پر "پند سود مند نصیحت نظم" کے عنوان سے مندرجہ ذیل نظم لکھ کر اپنی کور باطنی کا ثبوت دیا ہے:۔

اے مخلصان باصفا۔ دنیا بڑی زال ہے
چالوں سے اس کی تم بچو ہر چال اسکی بھونچال ہے
سب اہلِ دل کہتے ہیں یوں لیکر سلف سے تا خلف
جو اس کا طالب ہو گیا وہ سگ صفت بدحال ہے
ایمان کو ثابت رکھو۔ اسلام پہ قائم رہو
اجماع امت پر مٹو۔ اس کا عدو پامال ہے
قرب قیامت ہے نئی دجال مہدی بن گئے
جھوٹوں نے گو سچ کہا پر جھوٹ کا دلال ہے
ان مہدیوں سے تم بچو ان کاذبوں کی مت سنو
مومنوں مومن رہو پر کبد ان کا فال ہے
یہ قادیانی مبرزا ہے پر فریب و پر دغا
ہیں نہیں مہدی نہیں ہاں کاذب بطال ہے
اسلام کی تحریف سے گو کافر و مرتد ہوا
پس اس کا قلبی مدعا بس عورتیں با مال ہے

یہ وہ دل آزار نظم تھی جس کو ایک احمدی تو کجا کوئی شریف انسان بنظر استحقار دیکھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ میں نے اس کو اس لئے نقل کر دیا ہے۔ تا آئندہ کی خط و کتابت کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ اس پر میں نے ایک چٹھی جس میں قاضی مذکور کو میدان مناظرہ میں آنے کی کھلی دعوت دی۔ اس پر جو خط و کتابت ہوئی۔ تمام و کمال درج ذیل کی جاتی ہے تا کہ ... حقیقت آشکارا ہو جائے یہ خط ... ہے۔ مگر پر لطف ہے آخر کار قاضی مذکور نے قطعی طور پر لاجواب ہو کر میرے

آخری خط کو لینے سے انکار کر دیا۔ اور واپس بھیج دیا۔ اس خط و کتابت کے پڑھنے سے قاضی مذکور کے اُس چیلنج کی حقیقت بھی طشت از بام ہو جائیگی جو وہ ہمیشہ جماعت احمدیہ کو حضرت مسیح موعودؑ کے مسلمان ثابت کے متعلق دیا کرتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

وہ خط و کتابت یہ ہے

ملک عبدالرحمٰن خادم احمدی کی پہلی چٹھی

چیلنج مناظرہ

ھداک اللہ قد جادلت بغضاً
وجاوزت الدیانۃ فی الجدال

مکرمی قاضی فضل احمد صاحب لودھیانوی!

السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ! مکرمی راجہ محمد نواز خان صاحب کی معرفت مجھے آپ کا ٹریکٹ "مخزن رحمت بردِ قادیانی دعوت" ملا۔ پڑھا۔ خدا تعالےٰ آپ کو ہدایت دے۔ اور صادقین کی مخالفت کے طریق نامرضیہ سے باز رکھے (آمین)

آپ کے ٹریکٹ نے مجھے اس بات کا یقین دلا یا ہے۔ کہ آپ کا مقصد دراصل تحقیق و تصدیق حق نہیں۔ بلکہ محض مخالفتِ سلسلہ احمدیہ ہے۔ میرے عزیز راجہ محمد افضل خانصاحب نے بتایا۔ کہ آپ گاہے ماہے ان کو بھی اپنے دام میں پھنسانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ انہوں نے مجھے دعوت دی ہے۔ کہ آپ سے سلسلہ احمدیہ کے عقائد پر تبادلہ خیالات کیا جائے۔ اس لئے میں آپ کو کھلی دعوت دیتا ہوں۔ کہ لدھیانہ کے وکلاء۔ حکام۔ اور دیگر معززین کی مجلس میں ہم سے (۱) وفات مسیح ناصری علیہ السلام (۲) اجراء نبوت فی خیر الامت۔ (۳) صداقت حضرت مسیح موعودؑ ہر سہ مسائل پر مناظرہ کر لیں۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

خادم مسیح موعود (ملک) عبدالرحمٰن خادم گجراتی ۲۹-۸-۱۴

نیز فی الحال جناب کی مستغنی عن العوض "پند سود مند نصیحت نظم" کا ترکی بترکی مگر فی البدیہہ جواب پیش خدمت کرتا ہوں اور داد چاہتا ہوں:۔

خطاب بہ قاضی فضل احمد مرتاب

قاضیٔ بدخو یہ سن لے قادیانی ہے مسیح
یاد رکھ کہ صادقوں کا ہر عدو پامال ہے
دولتِ ایمان دی مرزا نے اور دل لے لئے
تیری بد نظروں میں تو بس "عورتیں با مال ہے"
میں قسم کھا کر یہ کہتا ہوں ہیں صادق احمدی
اور تو کاذب ہے تائیدِ خدا خوشحال ہے
بالیقیں کہتا ہوں تو ہوگا فنا از قہر رب
کیونکہ تکذیب رسل بہر فنا بد فال ہے
ہے اگر خادم غلام مہدیٔ موعود حق
تو سراپا جہل۔ بدبیں۔ ثانیٔ دجال ہے

خادم گجراتی عفی عنہ

جواب قاضی فضل احمد لدھیانوی

"دعوت بزعم مسلمانی بہ عبدالرحمٰن قادیانی"

ایہا القادیانی ھداک اللہ
وان لم اسلمت ھداک اللہ

بخدمت شریف ملک عبدالرحمٰن گجراتی قادیانی

وعلی السلام من اتبع الھدیٰ۔ آپ کا دعوتی خط براز سب شتم بدست عزیز القدر راجہ محمد افضل خان پہنچا۔ مشکور ہوا۔ آپ نے اپنے پیغمبر کی سنت کو خوب ادا کیا۔ جزاک اللہ!!

آپ فرماتے ہیں۔ کہ تمہارا ٹریکٹ "مخزن رحمت بردِ قادیانی دعوت" پہنچا۔ پڑھا۔ اور دعا ہے۔ کہ تم کو خدا ہدایت دے۔ میری طرف سے بھی عوض معاوضہ گلہ ندارد *

پھر آپ لکھتے ہیں۔ کہ میرے عزیز راجہ محمد افضل نے بتایا ہے۔ کہ گاہے ماہے ان کو بھی اپنے دام میں پھنسانے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ انہوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نے مجھے دعوت دی ہے۔ کہ آپ سے سلسلہ احمدیہ کے عقائد پر تبادلہ خیالات کیا جائے۔ اسلئے میں آپ کو کھلی دعوت دیتا ہوں۔ کہ لودھیانہ کے وکلاء حکام اور دیگر معززین کی مجلس میں ہم سے (۱) وفات مسیح ناصری علیہ السلام (۲) اجراء نبوت فی خیر الامت (۳) صداقت مسیح۔ ان ہر سہ مسائل پر مناظرہ کرلیں۔ آخیر پر آپ نے بھی نظم لکھکر اپنا اخلاق ظاہر فرمایا ہے۔

جواب میں عرض ہے۔ کہ عزیز راجہ محمد افضل خاں میرے بھی عزیز ہیں۔ اس لئے مجھے حق حاصل ہے۔ کہ ان کو صراط مستقیم اور سواء السبیل کی تلقین کروں۔ اور گمراہی اور کفر کے گڑھے میں گرنے سے بچاؤں۔ جہاں تک میرا خیال ہے۔ وہ سیدھا اور صاف دل بچہ ہے۔ ایسی فریب میں تو بڑے بڑے آجاتے ہیں۔ وہ تو ایک بچہ ہی ہے۔ دام میں پھنسانا آپ لوگوں کا ہی کام ہے۔

آپ فرماتے ہیں۔ تبادلہ خیالات کرلیں۔ پھر لکھتے ہیں۔ کہ میں کھلی دعوت دیتا ہوں۔ کہ تمام وکلاء اور حکام و دیگر معززین لودھیانہ کی مجلس میں مناظرہ ہو جائے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ آپ کو تبادلہ خیالات اور مناظرہ میں فرق کرنے کی بھی تمیز نہیں ہے۔ تبادلہ خیالات وہ ہے۔ جو میں اور آپ دونوں ایک جگہ بیٹھ کر بات چیت کریں۔ اور مناظرہ وہ ہے۔ جو خاص و عوام میں علی الاعلان ہو۔ اور آپ نے جو تین مسائل میں مناظرہ کرنے کی دعوت دی ہے۔ اس کے جواب میں عرض ہے کہ ان ہر سہ مسائل کا جواب اسی ٹریکٹ میں لکھا ہوا موجود ہے۔ میاں غلام رسول صاحب تو اس کا جواب دینے میں عاجز ہیں۔ آج تک تین سال گذر گئے۔ جواب ہے۔ جواب ہے۔ آپ ہی ہمت کریں۔ اور میاں صاحب کے سر سے بوجھ اتاریں۔ امید ندارد

اب رہ گیا صرف ایک اہم مسئلہ جس کا ذکر میرے اسی ٹریکٹ میں لکھا ہوا موجود ہے۔ جس کو آپ نے دیدہ دانستہ نظر انداز کردیا ہے۔ جو صفحہ ۵ سطر ۲ میں ہے۔ اس کا چیلنج بھی عرصہ پانچ سال سے چھپ چکا ہے۔ کہ اگر کوئی مرزائی صاحب مرزا صاحب قادیانی کا مسلمان ہونا کسی آیت یا حدیث شریف سے ثابت کرے۔ تو میں اس کو دو سو روپیہ انعام دوں گا لیکن آج تک کسی مرزائی صاحب نے انعام لینے کی سعی نہیں اور نہیں کی۔ آپ نے یہ دعوت مناظرہ آپ کی منظور ہے منظور ہے۔ اسی ایک مسئلہ میں حسب تحریر آپ کے مناظرہ ہو جائے۔ مسیح موعودی مہدی موعودی پیغمبری۔ رسالت۔ ذوالقرنینی کرشن اوتاری سب مسائل کا اسی ایک مسئلہ میں فیصلہ ہو جائیگا۔ اور مزید براں مبلغ دو سو روپیہ انعام بھی آپ کو مل جائیگا۔ اس میں بہت جلد کوشش کریں۔ دیر نہ ہو۔ اور جواب سے مشکور فرمائیں۔

زیادہ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

خطاب بہ ملک عبدالرحمن قادیانی سیاب

سن لیجئے ملک عبدالرحمن قادیانی نا مسیح
نا ہی مہدی نہ مسلمان جھوٹ کا جنجال ہے
بس نہیں بدخو و بد ہیں اور کاذب بھی نہیں
یہ گالیاں دینا جو سنت پیغمبری پر دال ہے
قسم تیری کچھ نہیں کھائی تھی مرزا نے قسم
تھا جو کاذب مفتری ہیضہ نے کردیا کال ہی
میں خدا کے فضل سے سچا ہوں کرنے تو یقیں
قہر رب جس پر پڑا وہ مر گیا بد حال ہے
ثانی دجال کہنا تیرا مجھ کو جھوٹ ہے
یہ صفت مرزا میں تھی جو ہو بہو دجال ہے
توبہ کرکے بن مسلمان ہے نصیحت یہ مری
اے ملک یہ سمجھ لیجئے چیلہ دجال خود دجال ہے
تاریخ کا کچھ فکر تھا "تسخیر" ہاتف نے کہا
یہ ملک عبدالرحمن افنی مسیح ثانی دجال ہے
امتی کب سچے ہوں جب ان کا پیغمبر ہی جھوٹا ہو
الہام جھوٹے کتب جھوٹیں سب جھوٹی قیل و قال ہے

راقم آثم فقیر قاضی فضل احمد عفا اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی مجددی مقیم لدھیانہ ۱۶ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ
مطابق ۲۲ اگست ۱۹۲۹ء

جواب الجواب از خادم احمدی

وان ناضلتنی فنزی سہامی
ومنّی لا یفوّق من النضال

مکرمی قاضی فضل احمد صاحب! السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ میرے ۱۴/۸/۲۹ کے مکتوب کا جواب آپکی طرف سے آج ۲۷/۸/۲۹ کو پچھلی ڈاک میں ملا ہے۔ جس پر تاریخ آپ کے ہاتھ سے ۲۲ اگست ۱۹۲۹ء مرقوم ہے۔

سب سے پہلے میں تبادلہ خیالات اور مناظرہ میں فرق کی نسبت کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ قاضی صاحب! میں نہ چاہتا تھا۔ کہ میدان مناظرہ میں آنے سے قبل ہی آپ کی علمی پردہ دری کروں۔ مگر چونکہ آپ نے خود ہی اس میں قدم رکھا ہے اور ممکن ہے آپ کو اس پر کچھ ناز بھی ہو۔ اس لئے کچھ عرض کرتا ہوں۔ سو قاضی صاحب! گوش ہوش سے سنئے۔ کہ جناب نے "تبادلہ خیالات اور مناظرہ" کی بحث میں محض اپنی بے علمی کا ثبوت پیش کیا ہے وبس۔ بھلا آپ کو یہ کس نے بتایا ہے۔ کہ "تبادلہ خیالات وہ ہے۔ جو میں اور آپ دونوں ایک جگہ بیٹھ کر بات چیت کریں" حالانکہ تبادلہ خیالات میں قطعاً "دو" آدمیوں کی قید نہیں ہے! باقی رہا "ایک جگہ بیٹھ کر بات چیت کرنا"۔ قاضی صاحب! عقل کے ناخن لیجیئے کیا مناظرہ میں ایک جگہ نہیں بلکہ مختلف مقامات پر چکر دے کر بات چیت کیا کرتے ہیں؟ یا کیا مناظرہ میں "بات چیت" کی بجائے دھینگا مشتی ہوا کرتی ہے؟ کہ آپ اس بناء پر "تبادلہ خیالات اور مناظرہ" میں فرق کر رہے ہیں؟ آپ فرماتے ہیں۔ "مناظرہ علی الاعلان ہوتا ہے۔" مگر یہ تو کہیئے! مناظرہ میں تبادلہ خیالات ہوا کرتا ہے یا نہیں؟ تو جس صورت میں مناظرہ میں بھی تبادلہ خیالات ہوتا ہے۔ اور لفظ "تبادلہ خیالات"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قطعاً "دو آدمیوں" ہی کی موجودگی سے مقید نہیں۔ آپ کس برتے پر اتنا اترا رہے ہیں۔ اور میرے علم پر اعتراض کر کے خواہ مخواہ کی خفت اٹھا رہے ہیں۔ مناظرہ کے لغوی معنی سنئے! "واصلہ من النظر لانھما تنظران الی المقولین اصوب" نیز کسی عربی دان سے دریافت فرمایئے۔ کہ "تبادلہ خیالات اور مناظرہ میں" لغوی طور پر کیا فرق ہے؟ ؎

واہ رے جوش جہالت خوب دکھلائے ہیں رنگ
جھوٹ کی تائید میں حملے کریں دیوانہ وار ؎

اب ذرا اپنا نامۂ اعمال دیکھئے! میں نے محض آپ کی ہدایت کی غرض سے عنوان پر ایک عربی شعر تحریر کر دیا تھا۔ مگر جناب نے بچوں کی طرح اس میں بھی نقل ضروری سمجھی ہے۔ مگر افسوس! کہ آپ نے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے عربی علم پر نظر نہ کی۔ اور شان سے لکھ دیا ؎

ایھا القادیانی ھداک اللہ
وان لما سلمت ھلاک اللہ

مجھے سخت حیرت ہے۔ کہ کس "متبحر" کے ساتھ میرا پالا پڑا ہے۔ کیا لدھیانہ میں کوئی اور عربی دان نہ تھا؟ قاضی صاحب! خدا کے واسطے کاغذ سیاہ کرنے سے قبل کسی پڑھے لکھے کے پاس جا کر اپنی اغلاط کی تصحیح کرا کے پھر مجھے مخاطب کیا کیجئے! میرا وقت آپ سے زیادہ قیمتی ہے کہ آپ کو "لما" کا استعمال "ھلاک اللہ" کی تصحیح اور علم عروض سکھاؤں!

اسی پر بس نہیں اگلی سطر ہی میں ارشاد ہوتا ہے۔ "وعلی السلام من اتبع المھدی!" قاضی صاحب! کسی پڑھے لکھے سے پوچھئے۔ کہ یہ فقرہ لکھنے والا کسی علمی بحث کے لئے قابل خطاب اور اس کا چیلنج مناظرہ شائستہ اعتنا بھی ہو سکتا ہے۔ یا نہیں؟ اللہ رے یہ علم! اور سلطان القلم کے اسلام کے ثبوت پہ چیلنج اور دو صد روپیہ انعام کا وعدہ! ؎

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں
بندہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں

پھر آخر میں آپ نے جو نظم لکھی ہے۔ سبحان اللہ! وہ نکات اور افکار و حوادث" کی زینت بننے کے قابل ہے۔ اور اگر آپ اور بھی ایسے ہی چند "شعر" احاطۂ تحریر میں لے آویں۔ "تو نازش سخن۔ بانیٔ ادب۔ مفتاح الادب استاد "امام دین صاحب گجراتی" کے دیوان کے ساتھ ان کا شائع کروا دینا میرا ذمہ۔ خصوصاً یہ "معر" ؎

امتی کب سچے ہوں جب ان کا پیغمبر ہی جھوٹا ہو
الہام جھوٹے کتب جھوٹیں سب جھوٹی قیل و قال ہے

ہے کوئی جو اس غالب اور داغ کے حقیقی جانشین کو داد دے: آہ ؎

داد ملتی نہیں کہیں سے مجھے
کیسی بیداد گر یہ قسمت ہے

میں آپ کے علم کے متعلق اور بھی بہت کچھ کہہ سکتا ہوں۔ مگر اس کو کسی آیندہ پیش آنے والی ضرورت کے لئے محفوظ رکھتا ہوں۔ ہاں یہ جو کچھ تحریر کیا ہے۔ محض آپ کے علمی موازنہ کے جواب میں لکھا ہے۔ ورنہ میں ایسی بحثوں سے طبعاً متنفر ہوں۔

آپ نے میرے مکتوب کو "پر از سب و شتم" قرار دیا ہے۔ حالانکہ ہر ایک صاحب عقل و دانش جو آپ کے ٹریکٹ "مخزن رحمت بردِ قادیانی دعوت" کو پڑھیگا وہ جان لے گا۔ کہ آپ نے کس بے دردی سے ہمارے آقا و مطاع حضرت مسیح موعود علیہ السلام (فداہ امی و ابی) کی شان میں بدزبانی کی ہے۔ اور اسی طرح اپنے زیر جواب مکتوب میں بھی آپ نے اپنی بدکلامی اور فحش نویسی کا مظاہرہ کیا ہے۔ میری پوزیشن تو جوابی ہے۔

باقی رہا میرا چیلنج اور آپ کا تحریر فرمانا۔ کہ "دعوت مناظرہ آپ کی منظور۔ منظور۔ منظور ہے۔" سو خوشی کی بات ہے۔ آپ نے میری دعوت مناظرہ کو قبول کر لیا ہے۔ میری دعوت کیا ہے؟ سو اسکے اصل الفاظ یہ ہیں۔ "میں آپ کو کھلی دعوت دیتا ہوں۔ کہ لودھیانہ کے وکلاء۔ حکام اور دیگر معززین کی مجلس میں ہم سے (۱) وفات مسیح ناصری (۲) اجراء نبوت فی خیر الامت (۳) صداقت مسیح موعودؑ۔ ان ہر سہ مسائل پر مناظرہ کر لیں"۔ آپ نے اس دعوت مناظرہ کو منظور۔ منظور۔ منظور کر لیا ہے۔ بس اب جھگڑا کیا ہے تینوں مضمون بھی اسی دعوت نامہ میں درج ہیں۔ جن کی منظوری بھی آپ کے الفاظ میں مذکور ہے۔ اب گھبرانے کی کیا بات ہے۔ آیئے ہر سہ مسائل پر بحث کر کے قدرت خداوندی کا تماشہ دیکھئے! باوجود اس کے پھر آپ کا "اسی ایک مسئلہ میں حسب تحریر آپ کے مناظرہ ہو جائے" لکھنا آپ کی گھبراہٹ پر دال ہے۔ قاضی صاحب! میری تحریر کے اصل الفاظ تو اوپر درج ہو چکے ہیں۔ گھبراہٹ میں آپ کو یہ بھی پتہ نہ لگ سکا۔ کہ میں نے "ایک مسئلہ" تحریر کیا ہے یا تین؟ کیا ہر سہ مسائل کے معنی آپ کی لغت میں "ایک مسئلہ" ہوتا ہے؟ یا للعجب!

باقی رہا آپ کا اپنے بوسیدہ چیلنجوں کو دوہرانا اور ان کے عدم جواب پر ڈینگیں مارنا۔ سو میں سچ عرض کر دوں۔ کہ دائرہ علم و عقل سے نکلی ہوئی باتوں کا اہل علم و عقل کے پاس کوئی جواب نہیں ہوا کرتا۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔ ع

جواب جاہلاں باشد خموشی

حضرت مسیح موعودؑ کا دعوی مسیح موعود اور نبی ہونے کا ہے۔ اور اس مقام کے مقابلہ میں محض مسلمان ہونا نہایت ہی ادنی حیثیت رکھتا ہے۔ اور آپ کا "مدعی نبوت" سے "اثبات اسلام" کا مطالبہ کرنا بذات خود ایک صریح حماقت ہے۔ مجھے تو ڈر ہے۔ آپ کبھی ڈپٹی کمشنر ہی کو یہ چیلنج نہ دے دیں۔ کہ صاحب! آپ تو ڈپٹی کمشنر ہونے کے مدعی ہیں۔ دو صد روپیہ انعام لیجئے اور اپنے آپ کو ایک معمولی افسر یا تحصیلدار ہی ثابت کر دیجئے! قاضی صاحب کسی دن لدھیانہ ہی میں تجربہ کر دیکھئے۔ کہ کیا حشر ہوتا ہے؟ یا مثلاً آپ ہی کو کوئی سپاہی کہہ بیٹھا۔ کہ قاضی صاحب! آپ تو انسپکٹر ہونے کے مدعی ہیں۔ اپنے آپ کو محرر ہی ثابت کر دکھایئے۔ اور انعام لیجئے۔ تو کیا آپ انعام کے لالچ میں آکر خوشی سے اس سے میدان مناظرہ گرم کرینگے۔ اس کی حماقت پر ہنسیں گے یا جوش انتقام سے لال پیلے ہو جائینگے؟ اس لئے اپنے چیلنج پر نظر کیجئے۔ اور پھر دوسروں سے جواب کا مطالبہ کیجئے!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نکر فی الکلام ثم فکر
(کلا تسئلت کمرہ لابیالی)

آپ کس شان بے نیازی سے تحریر فرماتے ہیں ۔
"مسیح موعودی ۔ مہدی موعودی پیغمبری ۔ رسالت ...
سب مسائل کا ایک مسئلہ ہی میں فیصلہ ہو جائے گا"
(مسائل کا فیصلہ ہونا ایک نیا محاورہ ہے ۔ جو آپ ہی کی ایجاد ہے) اس فقرہ میں تو آپ نے فلسفہ کی بھی ٹانگ توڑ دی ہے ۔ گویا آپ کے نزدیک "اثبات اسلام ۔ مستلزم نبوت ۔ مسیحیت و مہدویت ہے ۔ آپ کے نزدیک جتنے مسلمان ہیں ۔ گویا وہ سب نبی ۔ مسیح موعود مہدی موعود اور کرشن اوتار ہیں ۔ پس خدا کے فضل سے آپ کا چیلنج جس پر آپ کو اس قدر ناز تھا ۔ خس و خاشاک کی طرح ہوا میں اڑ گیا ۔ الحمد للہ ! اب میرا چیلنج مع اپنے تمام الفاظ کے اپنی جگہ پر قائم ہے ۔ اور آپ محض اس سے پہلو تہی کرنے کے لئے ادھر اُدھر کی آڑ لے رہے ہیں ۔ مگر ع

آئی بلا بغیر ہلاکت نہ ٹل سکے

آپ کا حضرت مسیح موعودؑ کو مسلمان ثابت کرنے کا مطالبہ محض جنون اور جہالت ہے ۔ جو قطعاً در خور اعتنا نہیں ہو سکتا ۔ اور اگر آپ نے بلا وجہ اس پر اصرار کیا ۔ تو میں نہایت ادب سے درخواست کروں گا ۔ کہ میرا وقت سخت قیمتی ہے ۔ اور میں اسے لغویات میں ضائع کرنا نہیں چاہتا ۔ ہاں اگر آپ میں طاقت ہے ۔ تو میرے چیلنج کو بتمام و کمال منظور کر کے میدان مناظرہ میں آیئے ۔ مگر سے

قلم ہی اٹھے گا نہ تلوار تم سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

پس سے

فربنا عن کمال النعم فاقبل
نفر ۱۱۱ بالتهلل کالرجال

اخقر ملک عبد الرحمن خادم گجراتی ۔ ۲۷ ۸/۲۹

جواب لہزل قاضی فضل احمد مرتاب

قاضی بد خلق و بد خو ۔ تابع دجال ہُش
کس لئے تکذیب احمدؑ میں ہُوا بدحال ہے
گالیاں دیں تو نے اور میں نے دیا اس کا جواب
گالیاں دینا تو تیرا کام اے چنڈال ہے
کرتا ہے منظور دعوت اور چھپتا بھی ہے تو
یہ تو بتلا کچھ ٹھکانا بھی ترا از ٹال ہے ؟
مجھ کو دکھلا کہ مسیح ابن مریم ہے کہاں
تیری نظر کور میں گر میرزا دجال ہے ؟
آگیا دجال پر عیسیٰ بفلک پیہ ہے
تیری باتوں کا کوئی مطلب بھی اے بطال ہے !
منکرین انبیاء کا ہُو بہُو شیوہ ترا
بار تکذیب رسل تجھ پر اٹھے حمال ہے
کچھ نہیں ہے اعتبار حلف اعداء مسیح
کیونکہ ہر منکر پئے تکذیب حق محتال ہے
دولت اسلام سے ہم کو سلاں کر دیا
ہمسر تبلیغ ہدایت میرزا منہال ہے
لکھ نہیں سکتا نظم اے قاضی جاہل اگر
کس لئے یہ مول لیتا خواہ مخواہ جنجال ہے
ہے خدا کے فضل سے خادم غلام میرزا
اور تو جھوٹا ہے ۔ جاہل ۔ کاذب دجال ہے

خادم عفی عنہ ۲۷ ۸/۲۹ (باقی دارد)

عیسائی مشن

مسٹر اکبر مسیح اور ابن اللہ

(۵)

(از مولوی محمد یعقوب صاحب مولویفاضل)

عہد جدید سے بے عیب انسانوں کی کثرت

گذشتہ حوالجات تو عہد قدیم کے تھے ۔ اب میں عہد جدید سے ایسے حوالے پیش کرتا ہوں ۔ جن میں بہت لوگوں کو پاک اور بے عیب کہا گیا ہے ۔ اور جن سے ثابت ہوتا ہے ۔ کہ پاکیزگی تمام انسانوں میں ہے ۔ کوئی خاصہ مسیح نہیں ۔

(۱) دیکھو حضرت مسیح فرماتے ہیں :-

"میں قربانی نہیں بلکہ رحم پسند کرتا ہوں ۔ کیونکہ میں راستبازوں کو نہیں ۔ بلکہ گنہگاروں کو بلانے آیا ہوں" متی ۹/۱۳

اب اس سے صاف ثابت ہو رہا ہے ۔ کہ حضرت مسیح کے نزدیک بھی تمام انسان گنہگار نہیں تھے ۔ بلکہ بے گناہ اور راستباز بھی دنیا میں پائے جاتے تھے ۔

(۲) پھر حضرت مسیح فرماتے ہیں :-

"اگر تم اس کے معنے جانتے ۔ کہ میں قربانی نہیں ۔ بلکہ رحم پسند کرتا ہوں ۔ تو بے قصوروں کو قصوروار نہ ٹھیراتے" متی ۱۲/۷

اب اس سے صاف ثابت ہو رہا ہے ۔ کہ حضرت مسیح کے نزدیک بے قصور لوگ دنیا میں ہو سکتے ہیں ۔ اور یہ کہ بے قصوری اور بے گناہی حضرت مسیح سے ہی خاص نہیں بلکہ عام لوگوں میں بھی پائی جاتی ہے ۔

(۳) اسی طرح حضرت مسیح فرماتے ہیں :-

"میں تم سے سچ کہتا ہوں ۔ کہ بہت سے نبیوں اور راستبازوں کو آرزو تھی ۔ کہ جو باتیں تم دیکھتے ہو دیکھیں مگر نہ دیکھیں ۔ اور جو باتیں تم سنتے ہو سنیں ۔ مگر نہ سنیں" متی ۱۳/۱۷

اب یہاں سے بھی معلوم ہوتا ہے ۔ کہ ضرور کچھ نہ کچھ ایسے راستباز لوگ دنیا میں موجود تھے ۔ جو گناہوں سے پاک تھے ۔ ورنہ اگر وہ گنہگار بھی ہوتے ۔ تو انہیں راستباز کہنا بے معنی بات تھی ۔

(۴) اسی طرح فقیہوں اور فریسیوں سے مخاطب ہوتے ہوئے حضرت مسیح فرماتے ہیں ۔ کہ :-

"بعض کو قتل کرو گے اور صلیب پر چڑھاؤ گے ۔ بعض کو اپنے عبادت خانوں میں کوڑے مارو گے ۔ اور شہر بشہر ستاتے پھرو گے ۔ تاکہ سب راستبازوں کا خون جو زمین پر بہایا گیا ۔ تم پر آئے ۔ راستباز ہابیل کے خون سے برکیاہ کے بیٹے زکریاہ کے خون تک جسے تم نے مقدس اور قربانگاہ کے درمیان قتل کیا" متی ۲۳/۳۴ و ۳۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اب اس حوالہ میں "سب راستبازوں کا خون" کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔ جو یہ ثابت کر رہے ہیں۔ کہ ہزاروں کی تعداد میں دنیا میں راستباز انسان ہو چکے ہیں۔ پس مسیح کو ہی راستبازی میں مخصوص کرنا بالکل غلط بات ہوئی۔

(۵) اس طرح لوقا میں یہ الہامی جملہ مندرج ہے۔ کہ "خداوند اسرائیل کے خدا کی حمد ہو۔ کیونکہ اس نے اپنی امت پر توجہ کر کے اُسے چھٹکارا دیا۔ اور اپنے خادم داؤد کے گھرانے میں ہمارے لئے نجات کا سینگ نکالا۔ جیسا اُس نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کہا تھا۔ جو کہ دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔" لوقا ۱/۶۸ تا ۷۰

اب اس جملہ میں "پاک نبیوں" کے الفاظ کسی طرح بھی غلط یا مبالغہ آمیز نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ خدائی الہام ایسے الفاظ سے مبرا ہوتا ہے۔ اور ان الفاظ سے یہ ثابت ہو رہا ہے۔ کہ پاک ہونا صرف مسیح کا ہی خاصہ نہیں۔ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کو یہ مرتبہ حاصل تھا۔

(۶) اسی طرح لوقا میں لکھا ہے۔

"زکریاہ نام ایک کاہن تھا۔ اور اس کی بیوی ہارون کی اولاد میں سے تھی۔ اور اس کا نام الیشبع تھا۔ اور وہ دونوں خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سارے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے۔" لوقا ۱

اب زکریاہ اور الیشبع بھی اناجیل کی رو سے معصوم عن الخطاء اور حقیقتاً بے عیب تھے۔ پھر معلوم نہیں۔ کہ عیسائی انہیں کس لئے اپنے اقانیم میں شامل نہیں کرتے۔

(۷) اسی طرح یوحنا بھی معصوم اور بے عیب تھے کیونکہ ان کی پیدائش پر خدا نے فرمایا تھا۔ کہ "وہ لوگ اس کی پیدائش کے سبب خوش ہوں گے کیونکہ وہ خداوند کے حضور میں بزرگ ہوگا۔ اور ہرگز نہ مئے نہ کوئی اور شراب پیئے گا۔ اور اپنی ماں کے پیٹ ہی سے روح القدس سے بھر جائیگا۔" لوقا ۱/۱۵

(۸) اسی طرح شمعون نامی ایک شخص بھی حقیقتاً پاک اور راستباز انسان تھا۔ کیونکہ لکھا ہے۔

"یروشلم میں شمعون نام ایک آدمی تھا۔ اور وہ آدمی راستباز اور خدا ترس اور اسرائیل کی تسلی کا منتظر تھا۔ اور روح القدس اس پر تھا۔" لوقا ۲

(۹) اسی طرح پطرس کی گواہی ہے۔ کہ ہر ایک قوم میں خدا کے راستباز ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ کہتا ہے۔ "اب مجھے پورا یقین ہو گیا۔ کہ خدا کسی کا طرفدار نہیں۔ بلکہ ہر قوم میں جو اس سے ڈرتا اور راستبازی کرتا ہے۔ وہ اس کو پسند آتا ہے۔" اعمال ۱۰

(۱۰) پھر پولوس حواری اپنی مسیحیت سے پہلے کی زندگی پر ریمارک کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ کہ:۔

"آٹھویں دن میرا ختنہ ہوا۔ اسرائیل کی قوم اور بنیامین کے قبیلے کا ہوں۔ عبرانیوں کا عبرانی شریعت کے اعتبار سے فریسی ہوں۔ جوش کے اعتبار سے کلیسیا کا ستانے والا۔ شریعت کی راستبازی کے اعتبار سے بے عیب تھا۔" فلپیوں ۳

اب ان واضح اور صریح آیات سے ثابت ہو رہا ہے۔ کہ "معصوم عن الخطا" ہونا مسیح کی خصوصیت نہیں ہے۔ پھر معلوم نہیں۔ پادری اکبر مسیح صاحب نے ایسی بودی اور کمزور دلیل ابنیتِ مسیح کی تائید میں آخر کیونکر پیش کی۔

الغرض پادری صاحب کی "ابنیتِ مسیح" کی تائید میں یہ پہلی دلیل ہر لحاظ سے باطل اور غلط ٹھہری۔ اور "ابنیتِ مسیح" کی کالشمس فی النصف النہار تغلیط ثابت ہو گئی۔ فالحمد للہ رب العالمین

دوسری دلیل

ابنیتِ مسیح کی تائید میں پادری اکبر مسیح صاحب کی طرف سے ایک دوسری دلیل ان الفاظ میں پیش کی گئی ہے۔ کہ:۔

"ایک دوسری خصوصیت بھی ہے۔ جس کی وجہ سے آپ ابن اللہ کہلائے۔ وہ یہ کہ آپ بغیر باپ کے پیدا ہوئے۔ اور فرشتے نے مقدس مریم سے کہا۔ روح القدس تجھ پر نازل ہوگا۔ اور خدا تعالیٰ کی قدرت تجھ پر سایہ ڈالے گی۔ اس سبب سے وہ پاکیزہ جو پیدا ہونے والا ہے۔ خدا کا بیٹا کہلائے گا۔" صفحہ ۳

گویا حضرت مسیح کا بغیر باپ کے پیدا ہونا یہ ان کی ابنیت اور الوہیت کی دلیل ہے۔ مگر عیسائیوں کو معلوم ہونا چاہئے۔ کہ اگر بغیر باپ کے پیدا ہونے سے کوئی خدا یا اُس کا بیٹا کہلا سکتا ہے۔ تو پھر چاہئے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام کو بھی ضرور اقانیم ثلثہ میں داخل کیا جائے۔ کیونکہ وہ نہ صرف بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ بلکہ ان کی ماں بھی کوئی نہ تھی۔ اس لحاظ سے وہ نہ صرف خدا بلکہ "ڈبل خدا" کہلانے کے مستحق ہیں۔ خود قرآن مجید اپنے وقت کے عیسائیوں کو یہی جواب دیتے ہوئے فرماتا ہے۔ کہ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم۔ اور آدم کی ایسی معجزانہ پیدائش نہ صرف ہم اسلام کے پیرو مانتے ہیں۔ بلکہ عیسائیوں میں بھی تسلیم شدہ بات ہے۔ اور نسب نامہ لوقا کے مطابق آدم خدا کا بیٹا تھا۔ (لوقا ۳) اور وہ جسمانی باپ اور جسمانی ماں نہیں رکھتا تھا۔ اور پھر حوا بھی بقول عام یہودیوں اور عیسائیوں کے بغیر ماں اور بغیر باپ کے پیدا ہوئی تھی۔ اس لئے عیسائیوں کا ایک یہ بھی فرض ہے۔ کہ وہ اس دلیل کے ماتحت جہاں حضرت مسیح علیہ السلام کو مانیں۔ وہاں آدم اور پھر حوا کو بھی درجۂ الوہیت دے دیں۔ اور اسی طرح ان تینوں کے ساتھ ایک اور چوتھے شخص کو بھی شامل کرلیں۔ اور وہ ملک صدق شالیم ہے۔ جیسا کہ عہد نامہ جدید میں اس کے متعلق لکھا ہے۔ کہ

"یہ بے باپ بے ماں بے نسب نامہ ہے۔ نہ اس کی عمر کی شروع نہ زندگی کا آخر۔ بلکہ خدا کے بیٹے کے مشابہ ٹھہرا۔" عبرانیوں ۷

اب یہ کیسا تعجب ہے۔ کہ عیسائی ابنیت مسیح کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دلیل تو یہ پیش کیا کرتے ہیں۔ کہ چونکہ مسیح بن باپ کے پیدا ہوا۔ اس لئے وہ خدا ہوا۔ مگر جب آدم۔ حوا اور ملک صدق سالم اُن کے سامنے اسی خصوصیت کے ساتھ مخصوص ہو کر آتے ہیں۔ تو وہ انہیں خدا ماننے کے لئے طیار نہیں ہوتے۔ یہ صریح ہٹ دھرمی اور ضد نہیں تو اور کیا ہے؟

اسی طرح اگر یہ دلیل عیسائیوں کے نزدیک نہایت مضبوط دلیل ہو۔ تو چاہیئے کہ موسم برسات کے ہزارہا کیڑے مکوڑوں کو بھی وہ اپنا معبود تصور کرلیں۔ جو بغیر نر و مادہ کے ملنے کے از خود زمین سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ مگر معلوم نہیں۔ کہ کیوں انہیں وہ خدا ماننے کے لئے آمادہ نہیں ہوتے۔

الغرض یہ دلیل نہایت کمزور دلیل ہے۔ اور اس دلیل کی کمزوری اس سے عیاں ہوتی ہے کہ یہودی حضرت مسیح کو ان کی ایسی پیدائش کی وجہ سے ہی صحیح النسب بھی تسلیم نہیں کرتے۔ بلکہ وہ صریح طور پر حضرت مریم صدیقہ کو متہم کرتے ہیں۔ اور مسیح کو نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ ولدالحرام ٹھہراتے ہیں۔ پس یہ بات بطور دلیل کے پیش کرنا ایسی ہے۔ کہ مخالف اسے سُن کر نہ صرف یہ کہ وہ مسیح کی خدائی کا قائل نہیں ہو سکتا۔ بلکہ وہ یہ دلیل سُن کر حضرت مسیح کو نعوذ باللہ بہت کچھ بُرا سمجھ لے گا۔ اور کہے گا۔ کہ میں تو اسے جائز ولادت ہی سمجھنے کے لئے طیار نہیں ہوں۔ تم اسے خدا کیونکر منوا رہے ہو۔ اس لئے عیسائیوں کو چاہیئے۔ کہ وہ ایسی بات کو بطور دلیل کے ہرگز پیش نہ کیا کریں جسے سُن کر ایک مخالف انسان اُن کے مسیح کو اور بھی زیادہ ملزم ثابت کردے۔

ہاں بغیر باپ کے پیدائش اگرچہ فی الواقع امور نادرہ میں سے ضرور ہے۔ مگر ہم اسے خلاف قانون قدرت نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ بعض عورتیں ایسی ہوتی ہیں۔ کہ بحکم قادر مطلق ان میں یہ دونوں قوتیں عاقدہ اور منعقدہ پائی جاتی ہیں۔ اور ایسی مثالیں گذشتہ تاریخ میں ہمیں مل جاتی ہیں۔ صرف مریم صدیقہ کے ساتھ ایسا خاص واقع نہیں ہوا۔ پس مسیح کی خدائی کے لئے یہ دلیل پیش کرنا بالکل باطل ہے۔ اور ایسی دلیلوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ عیسائیوں کے پاس مسیح کو "ابن اللہ" ثابت کرنے کے لئے کوئی معقول وجہ نہیں۔ (باقی دارد)

دیانندی مشن

دیانند اور وید

(۲)

دیانند جی نے جب دیکھا۔ کہ مسلمان صرف ایک خدا واحدہ لاشریک کی پوجا کرتے ہیں۔ اور اس کے بغیر وہ کوئی ایسی ہستی نہیں مانتے۔ کہ جس کے آگے وہ اپنے سر کو جھکائیں۔ لیکن بخلاف اس کے اس نے اپنی قوم کو بت پرستی کے سمندر کے اندر غوطے کھاتی ہوئی تینتیس کروڑ دیوتاؤں کے پوجاری پایا اور اُس نے دیکھا۔ کہ دنیا کی کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کہ اس قوم کی معبود نہ ہو۔ حتیٰ کہ مرد اور عورت کی جائے مخصوص بھی اس قوم کی پوجا سے نہیں بچ سکی۔ اور ہندو قوم ان تمام چیزوں کی پوجا کا جواز ویدوں سے ثابت کرتے ہوئے اپنی تائید میں ہزاروں وید منتر پیش کردیا کرتے تھے۔

ویدوں میں بیحیائی کی تعلیم

اور بعض مفسروں نے تو جیسا کہ مہی دھر وغیرہ) یجروید ادھیاء ۲۳ کے منتر ۱۹-۲۰-۲۲-۲۴-۲۶-۲۸-۳۰ سے وہ وہ کچھ بیان کیا جس کو قلم لکھنے سے گھبراتی اور زبان بیان کرنے سے شرماتی ہے۔ اگر کسی مہاشہ کو شوق ہو۔ تو وہ رگوید آدی بھاشیہ بھومکا مترجمہ بابو نہال سنگھ آریہ مطبوعہ ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۲۰۲ سے لے کر ۲۰۸ تک دیکھ کر دل خوش کرے کہ کیا کیا عجائبات ویدوں سے نکال کر مہی دھر مہاراج نے پیش کئے ہیں۔ یہاں تک کہ عورتوں کے تعلقات کو گھوڑوں سے ثابت کرکے ویدک عبادت کا ثبوت دیا ہے جن کو پڑھ کر سوامی دیانند بہت گھبرایا اور سوچنے لگا۔ کہ وہ کتاب جو اس قدر گندے اور حیا سوز مسائل سے پُر ہے وہ ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کو میں مہذب گروہ کے سامنے پیش کرسکوں اور ان کا کوئی ایسا ارتھ کرنا چاہیئے۔ کہ جس سے اس پر کوئی اعتراض بھی نہ پڑ سکے۔ اور شرافت و تہذیب سے گرے ہوئے بھی نہ ہوں۔ کیونکہ اگر ان کے شرافت اور تہذیب سے گرے ہوئے ارتھ ہی مہذب جماعتوں کے سامنے پیش کردیئے تو ان میں مسلمان وغیرہ جو کہ ایک خدا کو پوجتے ہیں۔ اور اس کو وہ تمام نقصوں سے پاک مانتے ہیں۔ وہ اعتراض کریں گے کہ جن کا جواب دینا آسان نہیں۔ آخر اس نے بڑے غور و فکر کے بعد اسی وید منتر کا ارتھ کرتے ہوئے کہ جس کا مہی دھر نے شرافت و تہذیب سے گرا ہوا ارتھ کیا تھا بتایا کہ یہاں جو لفظ "چتُشپد" آیا ہے۔ اور جس کے معنی مہی دھر نے گھوڑا کئے ہیں۔ یہ غلط ہے۔ بلکہ صحیح اس کا ارتھ "دھرم ارتھ۔ کام اور موکش" یہ چار لفظ ہو سکتے ہیں۔ اور دیانند نے اپنے ترجمہ میں چتشپد (حیوان) کے یہی معنی کئے ہیں حالانکہ یہ معنی صریح غلط اور لغت و محاورہ کے بھی خلاف ہیں۔ کیونکہ دنیا کے اندر کوئی ایسی لغت نہیں ہے۔ جو کہ حیوان کے ارتھ پتھر یا دیوار بتائے۔ آپ دنیا کے تمام زبانوں کے بولنے والوں کے پاس چل کر پوچھیں۔ کہ ایک حیوان جس پر انسان سوار ہوتا ہے۔ اور جس کا حلیہ اس طرح کا ہے۔ اس کو آپ کیا کہتے ہیں۔ تو اردو جاننے والا اس کو گھوڑا اور فارسی والا اس کو اسپ اور انگریزی دان اس کا نام ہارس رکھیگا۔ اور ایک سنسکرت دان اس کو اشو کے نام سے پکاریگا لیکن ان میں سے کوئی ایسا بیوقوف نہیں ہوگا۔ جو کہ اس کے معنی دیوار یا پتھر کا ستون یا لوہے کا ہتھوڑا کردے۔ بعینہ یہ بات دیانند جی مہاراج نے اس منتر میں کی ہے۔ کیونکہ اس میں ایک لفظ "چتشپد" جس کا ترجمہ "حیوان" ہے۔ بجائے اس کے کہ اس کا ترجمہ گھوڑا کرتے انہوں نے اس کا مطلب۔ دھرم۔ ارتھ۔ کام اور موکش بتایا ہے۔ حالانکہ اصل منتر میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے پس اس ارتھ سے اچھی طرح واضح ہوگیا۔ کہ دیانند نے جب دیکھا۔ کہ لوگ ویدوں کے ان منتروں پر دھتا بتاتے ہیں۔ تو کچھ [illegible]

(ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام ... پرنٹر پبلشر چھپوا کر فاروق منزل قادیان سے شائع کیا)